تفسیر السراج المنیر

مولانا نورالرحمٰن ہزاروی
ناظمِ تعلیمات جامعہ ندوۃ العلم، کراچی

''وہ کتابیں اپنے آباء کی......'' کے عنوان کے تحت اسلام کے مراجع ومصادر اور مآخذ میں سے کسی ایک کتاب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس مرتبہ خطیب شربینیؒ کی "تفسیر السراج المنیر" کے بارے میں سیر حاصل تعارف نذر قارئین ہے۔ (مدیر)

کچھ خطیب شربینیؒ کے بارے میں: خطیب شربینیؒ کا شمار ان اہل علم میں ہوتا ہے، جن کو تمام ضروری دینی علوم وفنون میں کامل دستگاہ حاصل تھی، انہیں نحو، صرف اور علم کلام میں امامت کا درجہ حاصل تھا، اس کے ساتھ ساتھ وہ تفسیر اور فقہ کے بھی بہت بڑے عالم سمجھے جاتے تھے۔ ان کا نام ونسبت محمد بن محمد شربینی ہے، لقب ''الخطیب'' اور ''شمس الدین'' ہے۔ ''خطیب شربینی'' کے ساتھ بہت زیادہ مشہور ہیں۔ (شذرات الذہب: ۳۸۴/۸، التفسیر والمفسرون: ۲۲۲/۱) زرکلی اور دیگر تذکرہ نگاروں نے ان کے والد کا نام ''محمد'' بتایا ہے۔ (الأعلام للزِرِکلي: ۶/۶، معجم المطبوعات: ۱/ ۱۱۰۸)۔ مسلکاً شافعی تھے اور قاہرہ کے باشندے تھے، ان کی تاریخ پیدائش تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکی۔ البتہ ان کا انتقال جمعرات کے روز بوقت عصر ۲ شعبان ۹۷۷ھ بمطابق ۱۵۷۰ء کو ہوا۔ (ہدیۃ العارفین: ۲/ ۲۵، معجم المؤلفین: ۸/ ۲۶۹)

اساتذہ وتدریسی خدمات: انہوں نے اپنے زمانہ کے سرآمد روزگار علماء ومشائخ سے کسب فیض کیا، جن میں شیخ احمد برلسیؒ، نور محلیؒ، بدر مشہدیؒ، شہاب رملیؒ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان کے اساتذہ جب ان سے مطمئن ہوئے اور انہیں ان پر مکمل اعتماد پیدا ہو گیا تو انہوں نے ان کو تدریس اور فتوی نویسی کی اجازت دے دی، چنانچہ انہوں نے اپنے اساتذہ کے اعتماد پر پورا اترتے ہوئے ان کی زندگی ہی میں تدریس اور فتوی نویسی شروع کر دی، خلق کثیر نے ان سے استفادہ واستفاضہ کیا۔

زہد وورع: خطیب شربینیؒ انتہائی متقی، عابد اور زاہد تھے۔ زہد وورع اور کثرتِ عبادت میں وہ یکتائے روزگار تھے، تمام اہل مصر کا ان کے تقویٰ وورع پر کلی اتفاق تھا۔ جونہی ماہِ رمضان شروع ہو جاتا وہ اعتکاف میں بیٹھ جاتے اور نماز عید کی ادائیگی کے بعد ہی جامع مسجد سے نکلتے۔ بیت اللہ شریف کے حج کے لئے جاتے تو شدید تھکاوٹ کے بعد ہی سواری پر سوار ہوتے، نام ونمود اور شہرت سے گویا انہیں نفرت تھی، خمول اور گمنامی کو پسند کرتے تھے، دنیوی مشاغل سے زیادہ اشتغال نہ رکھتے تھے۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھے اور اس کی مخلوق پر ایک حجت تھے۔ (التفسیر والمفسرون: ۱/ ۲۲۲)

تصانیف: خطیب شربینیؒ نے کئی علمی آثار بھی چھوڑے ہیں، جو سب کے سب بیش قیمت اوراعلیٰ پائے کی تصانیف ہیں۔ ان میں سے ان کی تین کتابیں ان کی زندگی ہی میں مقبولیت حاصل کرچکی تھیں۔ایک کا نام"مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج" ہے۔یہ امام نوویؒ کی"منهاج الطالبين" کی شرح ہے، جوفقہ میں ہے۔دوسری کا نام"شرح تنبيه أبي إسحاق الشيرازي في الفروع" ہے۔ان دونوں شروح میں انہوں نے اپنے اساتذہ وشیوخ کی تحریرات کو جمع کیا ہے۔ان کی تیسری کتاب ہمارے زیر تبصرہ تفسیر ہے۔باقی کتابوں کے نام یہ ہیں: الفتح الرباني في حل ألفاظ تصريف عزالدين الزنجاني، الإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع في الفروع، فتح الخالق المالك في حل ألفاظ كتاب ألفية ابن مالك، نور السجية في حل ألفاظ الآجرومية، شرح شواهد القطر، مناسك الحج، تقريرات على المطوّل۔

السراج المنیر کی تالیف کا قصہ: خطیب شربینیؒ کے تمام علمی آثار گراں مایہ اور بلند پایہ ہیں، مگران کا سب سے بڑا کارنامہ ان کی عظیم الشان تفسیر ہے،اس کا پورا نام یوں ہے:"السراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربّنا الحكيم الخبير"،اختصاراًاسے"السراج المنیر" کہا جاتا ہے۔خطیب شربینیؒ نے تفسیر کے بالکل آغاز میں دوصفحات پر مشتمل ایک مختصر،مگرنہایت مفید مقدمہ تحریر کیا ہے۔مقدمہ کا آغاز حمدوصلاۃ سے کرنے کے بعد انہوں نے قرآن کریم کے اعجاز وکمال اور فضل پر روشنی ڈالی۔بعدازاں انہوں نے اس تفسیر کی تالیف کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:"ائمہ سلف میں سے ہرایک نے اپنے مبلغ علم اورمقدار فہم کے مطابق قرآن کریم کے نزول اوراس کے احکام کی معرفت کے بیان میں بے شمار کتب تصنیف کیں،سواللہ تعالیٰ ان کی ان مساعی جلیلہ کوقبول فرمائے اوران سب پر رحم فرمائے۔بعدازاں مجھے سوجھا کہ میں بھی ان کے نقش قدم پر چلوں اوران کے مبارک طریقہ پر عمل کروں،شاید یوں اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان کے سہارے سے نواز دے اور ان کی برکت سے مجھے بھی فلاح نصیب ہوجائے۔ایک زمانہ تک تو میں تذبذب کا شکار رہا کہ مباداان احادیث و آثار کی وعید کے تحت آجاؤں جن میں تفسیر بالرأی کی ممانعت وارد ہوتی ہے۔

کافی عرصہ تک میں اسی سوچ بچار اور تردد میں رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق وفضل سے مجھے حضرت سیدالمرسلین ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت نصیب ہوئی، یہ ۹۶۱ھ کے بالکل اوائل کی بات ہے،روضہ مبارک کے پاس میں نے بغرض استخارہ دورکعت نفل پڑھے اوراللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ میرا معاملہ آسان فرمائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر قرآن کریم کے لئے میرا شرح صدر فرمایا،اور یہ انشراح صدر گھر واپسی تک برابر رہا،مگر میں نے اس بابت کسی کونہیں بتایا،اور یہ بات اپنے دل میں چھپائے رکھی، یہاں تک کہ ایک دن میرے شاگردوں میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ مجھے خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ یا امام شافعیؒ میں سے ایک کی زیارت ہوئی،

وہ آپ کے متعلق فرمارہے تھے: ''قل لفلان یعمل تفسیر اعلی القرآن ''۔یعنی ''فلاں سے کہو کہ قرآن کریم کی تفسیر لکھے''۔اس کے کچھ ہی دنوں بعد ''بیمارستان'' میں میرا شیخ التفسیر کے منصب پر تقرر ہوا۔وہاں میرے مخلص شاگردوں کی ایک جماعت نے جو علم کی شوقین اور دلدادہ تھی، جب دیکھا کہ میں ''منہاج الطالبین '' کی شرح مکمل کر چکا ہوں تو انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں ان کے لئے ایک متوسط تفسیر لکھوں، جو نہ تو زیادہ طویل ہو کہ اکتاہٹ کا باعث ہو اور نہ زیادہ مختصر کہ مطلب ہی سمجھ میں نہ آسکے۔تو میں نے ان کا یہ مطالبہ پورا کرنے کا ارادہ کیا، حضور اکرم ﷺ کی طلبہ علم کے متعلق وہ وصیت پوری کرتے ہوئے جو حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان مبارک ہے کہ تمہارے پاس دور دراز سے لوگ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے کی غرض سے آئیں گے، پس جب وہ تمہارے پاس آجائیں تو تم ان سے بہتر سلوک کرنا''۔

نیز ان کی درخواست پورا کرنے پر ایک باعث اسلاف کی اس امر میں اتباع تھی کہ بعد والوں کے لئے علم کو مدون کیا جائے۔

اس کے بعد انہوں نے تفسیر قرآن میں اپنا طریقہ کار اور انداز و اسلوب بیان کیا۔ پھر فرمایا:''میں نے اس کا یہ نام رکھا:''السراج المنير في الإعانة على معرفه بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير ''۔اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس کی اپنی بارگاہ عالی میں قبولیت کی دعا مانگی اور ذکر کیا کہ اس تفسیر میں انہوں نے اسلاف کی متعدد تفاسیر سے روایۃً و درایۃً استفادہ کیا۔

''السراج المنیر'' کی خصوصیات: بلا شبہ خطیب شربینیؒ کی یہ تفسیر اعتدال کا بہترین نمونہ ہے، نہ یہ زیادہ طویل ہے کہ بیزاری و ملال محسوس ہو اور نہ زیادہ مختصر کہ مطلب سمجھنے میں دشواری معلوم ہو۔گویا یہ اختصار و جامعیت کا حسین امتزاج ہے۔اس کی عبارت بھی انتہائی جاذب اور عام فہم ہے۔ وحشی اور غرابت زدہ الفاظ سے پاک صاف ہے۔دکتور محمد حسین ذہبیؒ اس تفسیر کی بابت کہتے ہیں:''میں نے اس تفسیر کا مطالعہ کیا ہے، سو میں نے اسے ایک ایسی تفسیر پایا، جس سے استفادہ کرنا آسان ہے اور جس کی عبارت بھی دلکش اور شاندار ہے، یہ نہ زیادہ طویل ہے کہ ملال کا باعث ہو اور نہ اس قدر مختصر کہ فہم قرآن میں باعثِ خلل ہو''۔

علاوہ ازیں یہ تفسیر کئی بہترین خصوصیات کی حامل ہے۔خطیب شربینیؒ نے اس تفسیر میں راجح ترین قول پر اکتفاء کیا ہے۔اور ناپسندیدہ اور مرجوح اقوال کو ذکر نہیں کیا تا کہ غیر ضروری تطویل سے احتراز ہو۔جس لفظ یا جملہ کی ترکیبی حیثیت کے بارے میں سوال ہوتا ہو تو بقدر ضرورت اسے بیان کرتے ہیں، غیر ضروری احتمالات یا دیگر نحوی و ترکیبی نکات جن کا اصل مقام کتب نحو میں ہے، کے بتانے سے وہ گریز کرتے ہیں، البتہ وہ کبھی کبھار تفسیر میں متعدد اقوال بھی ذکر کرتے ہیں اس لئے کہ وہ قوی ہوتے ہیں، اور اسی طرح کسی لفظ کے

مختلف ترکیبی احتمال منقول ہونے کی وجہ سے وہ ان احتمالات کو بھی بیان کرتے ہیں۔مگر یہ اقوال وترکیبی احتمالات وہ ''قیل'' کے ساتھ ذکر کرتے ہیں تاکہ قاری کو یہ معلوم ہو جائے کہ پسندیدہ قول پہلا ہے۔اسی طرح وہ صرف ان قراءات قرآنیہ کے بیان کا اہتمام کرتے ہیں جو سات مشہور قراء کی قرائتیں ہیں۔

اسی طرح تفسیر کے خاتمہ میں انہوں نے اپنی کتاب کی مزید خصوصیات ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

فدونك تفسيراً كأنه سبيكة عسجد، أو درمنضد، جمع من التفاسير معظمها، ومن القراءات متواترها، ومن الأقاويل أظهرها، ومن الأحاديث صحيحها وحسنها، محرر الدلائل في هذا الفن، مظهراً لدقائق استعملنا الفكر فيها إذا الليل جن......". (السراج المنير: ٦/)

مطلب یہ ہے کہ یہ تفسیر گویا سونے کا ایک ٹکڑا یا سلیقہ سے آراستہ کیا ہوا زیور ہے، یہ اکثر تفاسیر کو جامع، متواتر قراءتوں پر مشتمل، ظاہر وواضح تر اقوال کو لیے ہوئے اور صحیح وحسن احادیث کو حاوی ہے۔دلائل وبراہین سے بھی آراستہ ہے اور تنہائی وخلوت کے وقت فکری کاوشوں کے نتیجے میں حاصل ہونے والے دقائق ونکات کے زیور سے بھی پیراستہ ہے''۔

علاوہ ازیں وہ جہاں سابقہ مفسرین کی تفاسیر اوران کے اقوال ذکر کرتے ہیں تو وہیں اگر کوئی قول مرجوح ہو تو اس پر رد بھی کرتے ہیں۔ وہ اس تفسیر میں قرآن کریم کی مشکل آیات کی انتہائی عمدہ اور بہترین توجیہات ذکر کرتے ہیں، جو دل کو لگتی ہیں اور عقل ان کو قبول کرتی ہے۔''تنبیہ'' کے عنوان سے یا سوال وجواب کے اسلوب سے وہ قرآن کریم کی عبارت میں سموئے گئے اور ودیعت رکھے گئے اسرار ورموز اور علمی نکات جب بیان کرتے ہیں تو باذوق قاری کی آنکھیں یخ ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

وہ امام بغویؒ، امام رازیؒ، قاضی بیضاویؒ اور علامہ زمخشریؒ وغیرہ کی تفاسیر سے جہاں استفادہ کرتے ہیں تو ان کے مرجوح اور غیر پسندیدہ اقوال پر ردّ بھی کرتے ہیں۔

سورتوں اور آیات کی فضیلت سے متعلق وارد احادیث، جو قاضی بیضاویؒ اور علامہ زمخشریؒ نے ذکر کی ہیں، اگر ضعیف یا موضوع ہوں تو ان کے ضعف ووضع پر تنبیہ بھی کرتے ہیں۔خطرناک اسرائیلی روایات کی نشاندہی اور ان پر ردّ ضرور کرتے ہیں۔غرض یہ تفسیر اس شخص کے لئے نہایت مفید اور سود مند ہے جو کم وقت کے اندر قرآن کریم کو سمجھنا چاہتا ہے۔جو ہر سورت کے شروع میں مذکور ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کی تفسیر اس سورت کے مضامین کے مطابق جاننا چاہتا ہے۔اس کے اہم اسرار ورموز اور تفسیری نکات وفوائد سے واقف ہونا چاہتا ہے، آیات اور اس کے مفردات کی ناگزیر لغوی، صرفی اور نحوی واعرابی تحقیقات سے آگاہ ہونا چاہتا ہے مشکل آیات کی بہترین توجیہات جاننا چاہتا ہے۔ خطرناک اسرائیلی روایات سے واقفیت چاہتا ہے اور سورتوں اور آیات کے فضائل میں وارد ضعیف اور موضوع احادیث پر متنبہ ہونا چاہتا ہے۔بہر حال یہ تفسیر ان تمام تفاسیر کا بہترین نچوڑ اور پر مغز خلاصہ ہے، جو امہات التفاسیر شمار ہوتی ہیں۔

بلامبالغہ یہ انتہائی معتبر معتمد، قوی، مختصر مگر جامع ترین تفسیر ہے۔ اس تفسیر کی مذکورہ بالا خصوصیات کا ذکر آیندہ مستقل عنوانات کے ساتھ آرہا ہے۔

خطیب شربینیؒ کا اسلوب تفسیر: خطیب شربینیؒ کا اسلوب تفسیر بھی تقریبا دیگر مفسرین کی طرح ہی ہے، البتہ تھوڑا بہت ان کا طریقۂ کار مختلف ضرور ہے۔ جس پر آیندہ سطور میں ہم روشنی ڈالیں گے۔

سورتوں اور آیات کریمہ کی تفسیر میں عموماً ان کا طریقۂ کار یہ ہے کہ جب وہ کسی تفسیر کی سورت شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے اس سورت کے مکّی یا مدنی ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔ اگر اس بابت مفسرین کا اختلاف ہو تو عموماً اسے بھی ذکر کرتے ہیں۔

اسی طرح اگر سورت مکی ہو اور اس کی کچھ آیتیں مدنی ہوں یا اس کا عکس ہو، نیز اس میں کوئی اختلاف بھی ہو تو اس پر بھی متنبہ فرماتے ہیں۔

علاوہ ازیں کبھی کبھار اگر کسی سورت کے متعدد اسماء ہوں تو انہیں بھی ذکر کرتے ہیں۔

اسی طرح وہ ہر سورت کے شروع میں اس کی آیتوں کی تعداد اور اگر اس بابت کوئی اختلاف ہو تو اسے بھی ذکر کرتے ہیں۔ ہر سورت (سوائے بعض سورتوں مثلاً سورۃ البقرہ وغیرہ) کے کلمات وحروف کی تعداد بھی وہ بالالتزام بتاتے ہیں۔

یہ سب کچھ کرنے کے بعد وہ باقاعدہ سورت کی تفسیر شروع کرتے ہیں، ہر سورت کے شروع میں ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' کا ایسا ترجمہ وتفسیر کرتے ہیں جو متعلقہ سورت کے مضامین کے مطابق ہو۔ مثلاً سورۃ الکھف کی تسمیہ کی تفسیر انہوں نے اس کے مضامین کے مطابق یوں کی:

"﴿بسم اللّٰه﴾ الذي لا كفء له، ولا شريك ﴿الرحمن﴾ الذي أقام عباده على أوضح الطرق بإنزال هذا الكتاب ﴿الرحيم﴾ بتفضيل من اختصه بالصواب." (السراج المنير: ٤/٥)

یعنی ''پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کا کوئی ہمسر ہے نہ شریک، جو ایسا مہربان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو یہ کتاب نازل کرکے روشن ترین راستے پر قائم کیا ہے اور ایسا رحم والا ہے کہ اس نے ان لوگوں کو فضیلت دی ہے جنہیں اس نے اصابت ودرستگی سے نوازا ہے''۔ اسی طرح سورۃ النساء کے مضامین کے مطابق انہوں نے اس کی تسمیہ کی تفسیر یوں کی:

''﴿بسم اللّٰه﴾ الظاهر الملك العلّام ﴿الرحمن﴾ الذي عمّ عباده بالإنعام ﴿الرحيم﴾ الذي خصّ أهل ولايته بدار السلام". (السراج المنير: ١/٤٣٤)

یعنی ''پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو ظاہر ہے، بادشاہ ہے، سب کچھ جاننے والا ہے، جو ایسا مہربان ہے کہ اس

ے اپنے تمام بندوں پر بے پایاں انعامات کیے، ایسا رحم والا ہے کہ اس نے اپنے اولیاء کے لئے ایک خاص جنت تیار کی ہے۔

یہ سب کچھ کرنے کے بعد وہ آیات کریمہ کی فرداً فرداً تفسیر کرتے ہیں۔ آیات کریمہ کی تفسیر میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ ایک مضمون والی آیات ایک جگہ ذکر کر کے پھر ان کی تفسیر کرتے ہیں، وہ آیت کے مفردات کے لغوی و مرادی معنی بیان کرتے ہیں اس سلسلے میں وہ ان الفاظ کے ساتھ تفسیر کرتے ہیں جو عام فہم ہوں، غریب اور وحشی الفاظ کے استعمال سے گریز کرتے ہیں۔ آیت کا مفہوم و مطلب اگر کسی محذوف لفظ پر موقوف ہو تو اس لفظ محذوف کی بھی نشان دہی کرتے ہیں، چنانچہ آیت میں مبتدأ مذکور ہو اور اس کی خبر محذوف ہو یا اس کا عکس ہو، تو خبر محذوف ہو یا مبتدأ محذوف پر ضرور تنبیہ کرتے ہیں، اسی طرح معمول مذکور ہو اور اس کا عامل محذوف ہو یا اس کا عکس ہو یا شرط محذوف ہو، یا اس کی جزاء محذوف ہو، یا قسم یا جواب قسم میں سے کوئی ایک محذوف ہو، یا جواب نداء یا نداء محذوف ہو، یا ظرف یا جار مجرور کا عامل محذوف ہو تو اس محذوف کو ضرور بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح فعل یا شبہ فعل کے معنی اگر کسی دوسرے کلمہ مثلاً مفعول مطلق یا ظرف یا جار مجرور وغیرہ کے بغیر تام نہ ہوتے ہوں تو اس کو بھی بیان کرتے ہیں۔

آیت کے مفردات کی تفسیر میں وہ بسا اوقات فصحائے عرب کے اشعار سے بھی استشہاد کرتے ہیں، اس کے علاوہ دیگر مناسبات سے بھی وہ اشعار ذکر کرتے ہیں۔ آیات کے درمیان باہمی ربط و مناسبت کے بیان کا وہ بھرپور اہتمام کرتے ہیں، قراءات قرانیہ، اسباب نزول، آیات اور ان کے مفردات کی لغوی، صرفی، نحوی و اعرابی تحقیق، تفسیری نکات، آیات احکام کی مناسب تفسیر، اس بابت ائمہ و فقہاء کے اختلاف، قوی مذہب کی ترجیح، ناسخ و منسوخ کا بیان...... غرض ان تمام حوالوں سے وہ دائرہ اختصار میں رہتے ہوئے جامع کلام کرتے ہیں۔ سورتوں اور آیات کے فضائل میں وارد احادیث کے ذکر کا وہ بھرپور اہتمام کرتے ہیں، قاضی بیضاویؒ اور علامہ زمخشری نے فضائلِ سور و آیات میں جو موضوع یا ضعیف احادیث ذکر کی ہیں، ان کو ذکر کر کے ان کے ضعف اور وضع پر ضرور تنبیہ کرتے ہیں۔ قرآنی نکات اور دیگر فوائد وغیرہ کے بیان کے لئے وہ عموماً سوال و جواب کا اسلوب اختیار کرتے ہیں، جس کی افادیت اور دلچسپی کسی پر مخفی نہیں۔ گاہے گاہے "تنبیہ" کے عنوان سے بھی وہ یہ نکات بیان کرتے ہیں۔

آیات کی تفسیر میں وہ آیات کریمہ اور احادیث نبویہ سے بھی مدد لیتے ہیں، گویا ان کی یہ تفسیر، تفسیر بالرائ اور تفسیر بالماثور کا حسین امتزاج ہے۔ آیات کی تفسیر میں وہ مفسرین کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں، ان اقوال پر وہ مناقشہ کر کے ان پر رد بھی کرتے ہیں، عموماً جو قول راجح ہو اسے پہلے ذکر کرتے ہیں۔ اس تفسیر میں اسرائیلی روایات بھی خطیب شربینیؒ نے ذکر کی ہیں، البتہ اگر اسرائیلیات ایسی ہوں کہ مقام نبوت ان سے داغدار ہوتا ہو تو ان کے بطلان و عدم صحت پر تنبیہ ضرور کرتے ہیں۔

(جاری ہے............)

☆......☆......☆